www.KitaboSunnat.com

مُحمّـــد شملول*
مُترجِم: ابوبکر☆، صبر اللہ☆

معانی واحکام پر ترتیلِ قرآن کریم کے اثرات

رب کائنات سبحانہ وتعالیٰ نے جہاں ہمیں عبادات (نماز وصیام، زکاۃ وحج) وغیرہ کی تعلیم دی وہاں ہمیں ہماری ناقص عقل، حواس یا وجدان کا مکلّف نہیں بنایا بلکہ خود ہی طریقۂ عبادت کی بھی تعیین فرما دی۔ اسی طرح تلاوتِ قرآن، جو کہ افضل ترین عبادت ہے، کا طریقۂ تلاوت بھی شارع نے خود متعین فرمایا ہے، دیگر عبادات کی طرح اس کو بھی اگر نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے سے ہٹ کر انجام دیا جائے گا تو اجر وثواب میں کمی یا مکمل محرومی بلکہ گناہ بننے کا اندیشہ ہے۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، دیگر کلاموں کے اُتار چڑھاؤ اور مدوجزر میں پنہاں معنویت کی طرح اس میں یہ خاصہ بدرجۂ اَتم موجود ہے۔ چنانچہ اس موضوع پر مشہور مصری محقق الاستاذ محمد شملول حفظہ اللہ کی تصنیف 'إعجاز رسم القرآن وإعجاز التلاوۃ' کی ایک مبحث کو فاضل مترجمین نے اُردو قالب میں ڈھالا ہے جو اپنے موضوع پر ایک اچھوتی تحریر ہے۔

یاد رہے کہ اس قسم کے بعض علمی نکات پر التصویر الفني في محاسن القرآن از سید قطب رحمہ اللہ، اللمعات في تفسیر سورۃ الکھف از شیخ عدنان عبدالقادر حفظہ اللہ اور أثر القراءات القرآنیۃ فی الفھم اللغوي از ڈاکٹر مسعود علی حسن عیسیٰ حفظہ اللہ اور دیگر بعض کتب میں بھی قلم اٹھایا گیا ہے۔ ان نکات کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ ان سے دینِ متین میں ہدایت کے کسی پہلو کا تو بہرحال اضافہ نہیں ہوتا لیکن تفسیر بالرائے محمود کے ضمن میں اعجازِ قرآنی کے بعض نئے پہلو ضرور اُجاگر ہوتے ہیں جو بہرصورت قابلِ ستائش کاوش ہے۔ [ادارہ]

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا ایک معجزہ ہے۔ اس کو اس طرح پڑھنا واجب ہے جس طرح یہ نازل ہوا۔

① اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِذَا قَرَأْنَٰهُ فَٱتَّبِعْ قُرْءَانَهُۥ ﴾ [القیامۃ:۱۸]

''جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں اس وقت تم اس کی قراءت کو غور سے سنا کرو۔''

② وقال تعالیٰ: ﴿ وَرَتِّلِ ٱلْقُرْءَانَ تَرْتِيلًا ﴾ [المزمل:۴]

''اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔''

* ممتاز مصری محقق عالم دین
☆ متعلّمین رابعۃ کلیۃ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ اِرشاد نبوی ﷺ

«إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يُقْرَءَ الْقُرْآنَ كَمَا أُنْزِلَ»

''بیشک اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ قرآن کریم اس طرح پڑھا جائے جس طرح نازل کیا گیا تھا۔''

اس لئے ہم پر واجب ہے کہ قرآن کریم کی اس طرح تلاوت کریں جس طرح یہ آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے اور جس طرح آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اطمینان اور ترتیل کے ساتھ پڑھایا۔ آپ ﷺ حروف کو کما حقہ صفات اور مخارج کی اَدائیگی کے ساتھ اَدا فرماتے اور مد، غنہ، اظہار، ادغام، اخفاء، تفخیم، ترقیق، حروف کی خوبصورتی اور ابتداء وانتہاء کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔

اِس سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت قواعد کے مطابق بالکل ایسی ہونی چاہئے جیسے یہ نازل ہوا ہے تاکہ نصوص قرآنی کے حقیقی معانی کھل کر سامنے آجائیں۔

یہ ایک ایسا موضوع ہے جو اسلامی مفکرین کی توجہ کا مستحق ہے اور بھرپور بحث و مطالعہ کا محتاج ہے۔ یقیناً یہ موضوع قرآن کے عجائبات میں سے ہے جس کی گہرائی تک پہنچنا چند اَفراد کے بس میں نہیں ہے۔ البتہ اس میں غوروفکر کرنا ہر صاحب علم پر واجب اور ضروری ہے۔

کیونکہ اِرشاد باری ہے:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْءَ انَ أَمْ عَلَى قُلُوْبٍ أَقْفَالُهَا﴾ [محمد:۲۴]

''یہ قرآن میں غوروفکر کیوں نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں۔''

ہم اس بارے میں مقدمہ کے طور چند مثالوں کا تذکرہ کررہے ہیں۔

مدات کے معانی پر اَثرات کی مثالیں

کلماتِ قرآنیہ پر مد کرنا حروف کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے، اور زیادتیٔ حروف معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔ لہٰذا اَثنائے تلاوت بعض کلمات قرآنی پر مد اصل سے بڑھ کر مد کرنا، اس کلمہ کی عظمت اور اس کے معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔

ذیل میں ہم قرآن کے وہ کلمات پیش کرتے ہیں جن پر مد کرنا واجب ہے، اور یہ مد بیکار نہیں ہے، بلکہ کلمہ کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے۔ ایسے کلمات قرآن کریم میں بہت زیادہ ہیں مگر ہم صرف چند مثالیں پیش کرتے ہیں، جیسے:

① 'الطآمۃ' ... ﴿فَإِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى﴾ [النازعات:۳۴]

''پس جب وہ بڑی آفت (قیامت) آجائے گی۔''

② 'السمآء' ... ﴿وَالسَّمَآءَ بِنَآءً﴾ [البقرۃ:۲۲]

''اور آسمان کو چھت بنایا''

③ 'جآن' ... ﴿فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖٓ إِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ﴾ [الرحمن:۳۹]

''اس دن کسی انسان اور جن سے اس کا گناہ پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔''

④ 'الطآئفین' ... ﴿أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ﴾ [البقرہ:۱۲۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف اور رکوع سجود کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو۔''

جب ہم ان کلمات پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ کسی بہت بڑی چیز پر دلالت کر رہے ہیں نہ کہ عام چیز پر، لہٰذا ثابت ہوا مد زیادتی معنی کے لیے آتی ہے۔ہم 'الطآمة' کا مقارنہ اسکے قریب المعنی کلمہ 'القارعة' کے ساتھ کرتے ہیں جس میں مد نہیں پائی جاتی۔(اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسمیں مد کیوں نہیں حالانکہ یہ بھی تو بڑی چیز پر دلالت کرتا ہے)

اسکا جواب یہ ہے کہ 'القارعه' کے معنی میں جس شدت کو پیدا کرنا مطلوب ہے وہ یہ ہے تقرع اذان الناس (یعنی لوگوں کے کانوں کو کھٹکھٹانا) اور یہ ایک ایسی شے جو زمانے کو مستلزم نہیں، بلکہ اس کا اَچانک وقوع ہوتا ہے اور یہ کسی مد یا مدت کی محتاج نہیں ہے۔

اسی طرح جب ہم سورۃ کافرون میں غور کرتے ہیں تو ﴿مَا تَعْبُدُوْنَ﴾ و﴿مَا عَبَدْتُّمْ﴾ میں 'ما' پر مد نہیں پاتے۔ کیونکہ ان کے معبودان باطلہ کی حقارت مقصود ہے جبکہ ﴿مَآ أَعْبُدُ﴾ پر مد ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے معبود کی عظمت کو ثابت کر رہی ہے۔

﴿ إِذْ قَالَ لَه‘ رَبُّه‘ٓ أَسْلِمْ ﴾ [البقرہ:۱۳۱]

''جب کبھی انہیں ان کے رب نے کہا فرمانبردار ہو جا انہوں نے کہا میں نے رب العالمین کی فرمانبرداری کی۔''

اور یہ مد رب سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت پر دال ہے۔

﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ إِذْ قَالُوْا ...... الخ﴾ [الانعام:۹۱]

''اور ان لوگوں نے اللہ کی جیسی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہ پہچانی''

اور یہ لمبی مد رب سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کی عظمت پر دلالت کرنے کے لیے آئی ہے:

مد لازم مثقل کی مثال

③ ﴿صِرٰطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ [الفاتحة:۷]

''ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی''

یہاں ﴿ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ میں مد لازم کلمی مثقل ہے جو چھ حرکات کیبرا بر کھینچی جاتی ہے، جبکہ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ﴾ پر مد نہیں ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کے مصداق ﴿النصٰرٰی﴾ ہیں یہ مد ان کی کثرت تعداد پر دال ہے۔

اور ﴿الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ﴾ کے مصداق صرف یہود ہیں یہاں عدم مد ان کے قلت پر یہ دلالت کرتا ہے۔

نون ساکنہ وتنوین کے احکام کا معانی پر اثر

الاظہار

اِصطلاح قراء میں اظہار کا معنی

نون ساکنہ یا تنوین کے بعد اگر حروف حلقی ء ھ ع ح غ خ میں سے کوئی حرف آ جائے تو وہاں اظہار ہوگا قرآن کریم قرآن کریم میں اس کی بے شمار اَمثلہ موجود ہیں۔ جب ہم اس پر غور وفکر کرتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہار میں چونکہ نون ساکن کے بعد حرف کو بہت جلد اَدا کرنا ہوتا ہے اس لیے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ما بعد کلمہ کا اس سے اس قدر شدید الصاق ہوتا ہے کہ وہ کسی فاصل کا متحمل نہیں ہوتا جیسا کہ سورۃ الزلزال میں ہے:

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَه ﴾ [الزلزال:۷] ''پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی تو وہ اسے دیکھ لے گا۔''

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَه ﴾ [الزلزال:۸] ''اور جس نے ذرا برابر بدی (بُرائی) کی ہوگی تو اسے دیکھ لے گا۔''

ہم دیکھتے ہیں ﴿ذرة خيراً يره﴾ اظہار بلا غنہ ہے، کیونکہ اس کے بعد والا کلمہ حرف 'خ' سے شروع ہوتا اور یہ حروف حلقی میں سے ہے۔ 'مثقال ذرة کو خیرا یر' کے ساتھ ملانے سے معنی سمجھ آتا ہے۔ کہ ایک ذرا برابر بھی خیر انسان کے ساتھ ملصق رہے گی اور کبھی الگ نہیں ہوگی۔

جبکہ دوسری آیت میں مثقال ذرة اور شراً میں غنہ کے ذریعے فاصل لایا گیا ہے جو اس بات کی طرف اِشارہ ہے کہ انسان جب کسی برائی کا اِرتکاب کرتا ہے تو توبہ کے ذریعہ موقع دیا جاتا ہے تاکہ وہ اس برائی کو اپنے سے جدا کر سکے۔

﴿فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُه ۝ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُه ۝ فَأُمُّه هَاوِيَةٌ﴾ [القارعہ:۶،۹]

''اور پھر جس پلڑے بھاری ہوگی وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہوگا، اور جس کے پلڑے ہلکی ہوگی پس اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔''

﴿مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُه ﴾ میں غنۂ نون سے اس اطمینان وراحت کی وضاحت مطلوب ہے جس سے اہل جنت بہرہ مند ہوں گے اور ﴿مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُه ﴾ کے نون میں حروف حلقی 'خ' آنے کی وجہ سے غنہ نہیں ہے اور یہ سرعت اللہ رب العزت کے سریع الحساب والعقاب ہونے کی وضاحت کر رہی ہے۔

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُن لَّه كُفُوًا أَحَدٌ ﴾ [الإخلاص:۱،۴]

''اور کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔''

اس پوری سورۃ مبارکہ میں کسی جگہ بھی غنہ کا عدم وجود اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ توحید الٰہی ایسے امور قطعیہ میں سے ہے جو زمانے کی مسافتوں سے ماوراء ہے یعنی ہر زمان ومکان میں یہ ثابت وقائم ہے۔

﴿فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ﴾ [البقرہ:۳۸] ''پس ان پر کوئی خوف نہیں۔''

یہاں عدم غنہ اس بات کی وضاحت کر رہا ہے کہ ایمان اور عمل صالح کرنے والوں کو ایک لمحہ کے لیے بھی خوف نہیں کرنا چاہیے۔

﴿الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَءَامَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ﴾ [قریش:۴] ''جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور خوف میں امن وامان دیا۔''

من جوع کے نون کا غنہ اس بات پر دال ہے کہ بھوک تب ہی متحقق ہوگی جب کھانا کھائے ہوئے کچھ وقت لگا ہو اور من خوف میں غنہ اس لیے نہیں ہے کہ خوف اور بدامنی کی حالت میں انسان اس بات کا متمنی ہوتا ہے کہ اگلے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی لمحے بڑی سرعت کے ساتھ خوف امن میں بدل جائے۔

﴿وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ [البقرہ:۷۴] ''اورتم اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال سے غافل نہ جانو۔''

قرآن کریم میں نو مقامات پر وارد ہوا ہے اور اس کے بعد حرف حلقی 'ع' ہونے کی وجہ سے یہاں اظہار ہے جو اس کی اطلاع دے رہا ہے کہ باری تعالیٰ ایک لحظہ بھر اپنے بندوں کے اعمال سے غافل نہیں ہوتے لیکن جب اس لفظ کی نسبت بندوں کی طرف ہو جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:﴿كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا﴾ [الأنبیاء:۹۷]

''پھر بھی وہ بے خبری میں پھیرے ہوئے ہیں۔''

تو یہاں تنوین کے بعد غنہ ہو رہا ہے جو وضاحت کر رہا ہے کہ انسان بہت دیر تک غفلت میں مبتلا رہتا ہے۔

﴿وَ إِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ [البقرہ:۱۸۶]

''جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں۔''

یہاں بھی (قریب اوراجیب) کے درمیان میں غنہ نہیں ہے جو اللہ رب العزت کی سرعت اجابت پر دلالت کرتا ہے۔

﴿وَ مَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَ هٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ﴾ [الفاطر:۱۲]

''اور برابر نہیں دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا ہے پینے میں خوشگوار اور دوسرا کھاری ہے کڑوا۔''

پہلے تینوں الفاظ میں نون تنوین پر غنہ کر کے پڑھیں گے اور اس کی حکمت یہ ہے کہ میٹھی اور ذائقہ دار چیز کو راحت اور سکون سے پیتے ہیں اس میں وقت لگتا ہے، اور کھاری کڑوا ہوتا ہے اس کو جلدی پینے کی کوشش کرتے ہیں، اس میں وقت نہیں لگتا۔

﴿هُوَ الَّذِيْٓ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتٰبِ﴾ [آل عمران:۷]

''وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ ہیں۔''

یہاں 'محکمت' اور ھن' کے درمیان اظہار کی وجہ سے جلدی پڑھیں گے، کیونکہ یہ قطعی امر ہے اور 'آیات محکمٰت' متشابہات کی وضاحت وتفسیر میں ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

﴿فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ أَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا﴾ [آل عمران:۳۷]

''پس اس سے اس کے پروردگار نے اچھی طرح قبول فرمایا اس سے بہترین پرورش دی۔''

'قبول حسن اور نبات حسن' کے درمیان اس لیے غنہ نہیں ہے کہ دونوں چیزیں حضرت سیدہ مریم کے حق میں قطعی ہیں۔﴿وَ مَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ﴾ [آل عمران:۶۲] ''اور کوئی معبود برحق نہیں باوجود اللہ تعالیٰ کے۔''

یہ بھی امر قطعی ہے جو بلا فاصلہ واقع ہوا ہے۔

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ [النساء:۳]

''اگر تمہیں برابری نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے یا تمہاری ملکیت کی لونڈی۔''

یہاں بھی امر قطعی ہے جس سے نون تنوین میں غنہ نہیں ہوا۔

﴿وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ [البقرہ:۲۲۸]

''اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

﴿وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ [آل عمران:۳۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

﴿ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾ [المائدہ:۵۴]

''اللہ تعالیٰ وسیع علم والا ہے۔''

یہ تمام اَسمائے قطعیہ ہیں۔ جن کے درمیان کوئی بھی فاصلہ غنہ کی شکل میں نہیں۔

ایک باریک نکتہ

مذکورہ مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر لفظ کا اپنے مابعد اور ماقبل حرف سے کس قدر گہرا اور معجزاتی تعلق ہے جو یہ یقین مزید پختہ کردیتا ہے کہ یہ واقعی کلام اللہ ہے۔

سورۃ الفلق

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴾

یہاں حاسدٍ پر اظہار ہے۔ یہ اس بات کی طرف اِشارہ ہے کہ 'عین الحاسدٔ اچانک اور فجاءۃ لگ جاتی ہے۔

سورۃ الناس

جب ہم اس سورۃ پر غور کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اس سورۃ کی ہر آیت میں غنہ موجود ہے تو یہ اللہ رب العزت کی وسعت رحمت کا پتہ دے رہی ہے، کیونکہ جس شر سے پناہ مانگی جارہی ہے وہ اس قدر بڑا اور نفوذ پذیر ہے کہ اللہ رب العزت کے تین ناموں کا واسطہ دیا گیا ہے۔ یعنی ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ﴾

لہٰذا یہاں ہر آیت میں غنہ اس اللہ رب العزت کے وسعت حفظ اور شیطانوں کے وسعت شر پر دال ہے۔

اِدغام کے معانی پر اثرات

نون ساکن وتنوین کے قواعد میں سے ایک ادغام بھی ہے جس کا معنی ہے کہ ایک حرف کو دوسرے حرف میں اس طرح داخل کرنا کہ پڑھتے وقت یوں محسوس ہو کہ ایک ہی حرف ہے۔ نون کا ادغام چھ حروف ی، ر، م، ل، و، ن میں ہوتا ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں۔

① ادغام ناقص ② ادغام کامل

ناقص کا مفہوم یہ ہے کہ دوران ادغام 'ن' کی صفت غنہ باقی رہے یہ 'یومن' کے چار حروف میں ہوتا ہے اور کامل کا مطلب یہ ہے کہ نون کو بدون غنہ اَدا کیا جائے اور یہ مابعد حروف میں تبدیل ہو جائے یہ 'ل' اور 'راء' میں ہوتا ہے۔

ان دو اقسام میں سے ہر ایک کے فوائد ہیں ادغام کامل تبیین اور وضاحت کا فائدہ دیتا ہے جبکہ ادغام ناقص وسعت معنی کے لیے آتا ہے۔۔ مثلاً ﴿وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾ میں یکن لہ کا ادغام کامل اس بات میں قطعیت کا فائدہ دے رہا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی برابری کی کسی میں قوت نہیں ہے۔ اسی طرح ﴿وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴾ یہاں 'خیر لك' کا ادغام تام اس کا بیان ہے کہ خیر کا آپ کے ذات کے ساتھ الصاق کامل ہے۔ کبھی بھی آپ سے منفصل نہیں ہوسکتی۔

نیز ﴿ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ﴾ یہاں ویل لکل اور همزة لمزة کا ادغام تام اس اَمر میں نص ہے کہ چغل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خور اور غیبت کرنے والے کے ساتھ عذاب اس طرح ملصق ہوگیا ہے کہ گویا اس کی ذات کا جزء بن گیا ہے۔ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ اس آیت میں ادغام ناقص کے ذریعے عمل کے بقاء اور استمرار کی طرف اِشارہ کیا گیا ہے۔

صفات حروف کے معانی پر اَثرات

ہر حرف کے لیے ایک متعین مخرج ہے جس سے وہ ایک خاص کیفیت کے ساتھ اَدا ہوتا ہے اس کیفیت کو صفت الحروف کہتے ہیں صفات سے بھی معانی پر کئی اَثرات مرتب ہوتے ہیں جو کہ توضیح وتفسیر میں نفع بخش ثابت ہوتے ہیں۔ ذیل میں ہم اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔

حروف استعلاء

'س' حروف استعلاء میں سے نہیں جبکہ 'ص' حروف استعلاء میں سے ہے جس کا مفہوم اِرتقاء اور بلندی ہے۔ ان دو حروف کو درج ذیل دو آیات میں دیکھنے سے صفات کے اثرات کا اَندازہ ہوگا۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿ أَمۡ عِندَهُمۡ خَزَآئِنُ رَبِّكَ أَمۡ هُمُ ٱلۡمُصَيۡطِرُونَ ﴾ [الطّور:۳۲]

﴿ لَّسۡتَ عَلَيۡهِم بِمُصَيۡطِرٍ ﴾ [الغاشیۃ:۲۲]

لفظ المصیطرون اور المصیطر قرآن کریم میں بلحاظ اصل 'س' کے ساتھ مکتوب ہونا چاہیے لیکن کیونکہ حرف س حروف استعلاء میں سے نہیں ہے اور وہ معنی مقصود صحیح اَنداز میں نہیں اَدا کر پاتا اس لیے کی دوسری قراءت بصاد یعنی المصیطر بھی نازل کردی گئی تاکہ معنی کی تبیین کا حق اَدا ہوسکے۔

حروف قلقلہ وحروف امتداد

قلقلہ سے مراد یہ ہے کہ حروف کو بحالت وقف قدرے جنبش دے کر پڑھنا یہ پانچ حروف ہیں:

ق، ط، ب، ج، د۔ حرف امتداد فقط ضاد ہے۔ یہاں امتداد کا مفہوم یہ ہے کہ زبان کی ابتداء سے انتہاء تک آواز کو اس طرح دراز کرنا کہ تحریک وتقلیل کا شائبہ نہ ہو۔

جب ہم حروف قلقلہ پر غور کرتے ہیں خصوصاً جب قلقلہ کبریٰ ہو تو وہ کلمہ وسعت اور زیادتی کے معنی دے رہا ہوتا ہے یا پھر یہ حروف تاکید کا فائدہ دیتے ہیں، کیونکہ قلقلہ میں قدرے حرف کے تکرار کا احساس ہوتا ہے اور تکرار حرف تاکید کے لیے ہوتا ہے۔ مثلاً ﴿ اقۡرَأۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ○ خَلَقَ الۡإِنسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ﴾ [العلق:۱،۲]

مذکورہ آیت میں خلق کا 'ق' اپنے قلقلہ کی بدولت اللہ رب العزت کی وسعت تخلیق کی غمازی کر رہا ہے جبکہ علق میں جنبش حرف سے منی کے قطرات میں موجود Sperms کی کثرت کی طرف اِشارہ کررہا ہے۔ اسی طرح العذاب، الحق، والأسباط، الأحزاب، أزواج، المیعاد۔ یہ بھی اپنے معنی میں وسعت رکھتے ہیں۔

حرف ضاد کی خصوصیت یہ ہے کہ سکون کی حالت میں اس میں کسی چیز کو قوت کے ساتھ روکے رکھنے کے معنی پائے جاتے ہیں اور عدم قلقلہ کی بناء پر کسی طرح کی حرکت اور جنبش کے لیے مانع ہے جیسا کہ اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ثُمَّ قَبَضۡنَٰهُ إِلَيۡنَا قَبۡضٗا يَسِيرٗا ﴾ [الفرقان:۴۶]

یہاں حرف ضاد کا سکون اور عدم قلقلہ لفظ 'القبض' کے معنی میں تاکید پیدا کررہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حروف تفخیم وترقیق

بعض حروف کی تفخیم اس کی زیادتی معنی پر دلالت کرتی ہے اسی طرح ترقیق حروف بھی بعض لطیف اشیاء کی گرہ کشائی کرتی ہے۔حروف تفخیم دراصل حروف استعلاء ہی ہیں لیکن بعض حالات میں را بھی مفخم پڑھی جاتی ہے۔ نیز لفظ الجلالہ سے ماقبل فتحہ یا ضمہ ہوتو اسے پر پڑھا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴾ [الاخلاص:١] ﴿وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴾ [ابراهیم:٢٧] البتہ ماقبل کسرہ ہوتو باریک ہوتا ہے جیسے بسم الله ، الحمد لله۔

میرا یہ اعتقاد ہے کہ یہ وسیع دراسۃ کا محتاج ہے جس میں حروف کے اصول اور ان سے وجود پانے والے کلمات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

اِدغام مثلین، متجانسین اور متقاربین کے معانی پر اَثرات

اِدغام مثلین: دونوں حروف صفات اور مخرج میں متحد ہوں۔

اِدغام متجانسین: دونوں حروف مخرج میں متحد ہوں اور صفات میں مختلف ہوں۔

اِدغام متقاربین: دونوں حروف مخرج اور صفات میں مختلف ہوں۔

جیسا کہ ہم نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اِدغام کامل معاملے کی قطعیت پر اور کسی زمانی یا مکانی فاصلہ کے عدم وجود پر دلالت کرتا ہے۔لہٰذا ہم چند مزید مثالیں ذکر کررہے ہیں تاکہ مزید وضاحت ہوجائے۔

اِدغام مثلین

اِرشاد ربانی ہے:﴿ أَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ﴾ [النساء:٧٨]

دوران تلاوت یدرککم کے کاف اوّل کا ثانی میں اس طرح ادغام کریں کہ وہ حرف مشدد ہوجائیں یہ ادغام اس بات کی طرف اشارہ کررہا ہے کہ جب کسی پر موت کا وقت آپہنچے تو پھر اس کے واقع ہونے میں بے اِنتہا سرعت سے کام لیا جاتا۔

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِذْهَبْ بِكِتٰبِيْ هٰذَا فَأَلْقِهِ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ ﴾ [النمل:٢٨]

یہاں اذهب بکتٰبی میں باء کا اِدغام یہ اشارہ کررہا ہے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو بہت سرعت اور تیزی کے ساتھ خط پہنچانے کا حکم دیا تھا۔

اِدغام متجانسین

یہ تاء، دال، طاء، ذال، اور میم میں ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿ لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ﴾ [البقرہ:٢٥٦]

’قدتبین‘ میں تاء کا دال میں اِدغام اس بات کی وضاحت کررہا ہے کہ قطعی طور پر ہدایت کا بیان ہوچکا ہے اور الغی (گمراہی) کی وضاحت بھی کردی گئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال الله تعالیٰ: ﴿ قَدْ أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا ﴾ [یونس:۸۹]

کلمہ مذکورہ میں تاء کا دال میں ادغام سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی فرعون اور اس کے حواریوں کے خلاف بددعا کے جلد قبول ہو جانے کی طرف اِشارہ کر رہا ہے۔

اِدغام متقاربین

یہ چار حروف ل، ر، ق اور ک میں ہوتا ہے جیسے ﴿ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴾ [طٰہٰ:۱۱۴]

قل رب میں لام کا راء میں ادغام تام یہ بیان کر رہا ہے کہ بندۂ مومن کو اللہ رب العزت سے اِضافۂ علم کی دعا میں جلدی کرنی چاہیے۔

اِرشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ بَل رَّفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴾ [النساء:۱۵۸]

بل رفع الله إليه کا اِدغام رفع عیسیٰ علیہ السلام کے سرعت کا متقاضی ہے۔

اِشمام

اِشمام یہ ہے کہ ہونٹوں کو اس طرح ملانا گویا کہ قاری ضمہ کے پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن حقیقت میں وہ فتحہ پڑھے یہ قرآن کریم میں سورۃ یوسف میں آیا ہے۔ اِرشاد ربانی ہے: ﴿ قَالُوا يَأَبَانَا مَالَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَى يُوسُفَ ﴾ [یوسف:۱۱]

لا تأمنا میں اِشمام ہے جو اس بات کی طرف اِشارہ ہے کہ جس طرح سامع کو تردد ہوتا ہے کہ آیا قاری فتحہ پڑھ رہا ہے یا ضمہ اسی طرح جب اخوان یوسف علیہ السلام اِجازت طلب کر رہے تھے تو ان کے قول میں تردد جھلک رہا تھا، کیونکہ وہ بظاہر تو یوسف علیہ السلام کے ناصح ہونے کا اعلان کر رہے تھے لیکن حقیقت میں وہ خائن تھے اسی طرح عملی تردد کی طرف اشمام اشارہ کر رہا ہے۔

سکتات کے معانی پر اثرات

مصحف مدینہ میں موجود ہے کہ امام حفص سے بطریق شاطبی متفق علیہا سکتات کی تعداد پانچ ہے جو درج ذیل ہیں:

① عوجا سکتة [سورۃ کہف:۱]
② مرقدنا سکتة [یٰسین:۵۲]
③ من سکتة راق [سورۃ قیامۃ:۲۷]
④ بل سکتة ران [المطففین:۱۴]
⑤ مالیه سکتة [الحاقۃ:۲۸]

جب ہم آیات پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ مقامات پر اگرچہ ایک لمحہ کے لیے ہی ٹھہرا جائے، ٹھہرنا ضرور چاہیے، کیونکہ یہ امور ہیں ہی کچھ ایسے کہ تدبر، تفحص اور تحقق کا تقاضا کرتے ہیں۔

مثلاً: ﴿ وَلَمْ يَجْعَل لَّهُ عِوَجَا ۜ قَيِّمًا ... ﴾ [کہف:۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ آیت میں عوجاً کا سکتہ اس لیے ہے کہ کچھ لحظہ ٹھہر کر غور وفکر کر لو کہ اس کتاب کی کیا قدر ومنزلت ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کی کجی اور ٹیڑھ پن نہیں ہے بلکہ یہ ایک مستقیم کتاب ہے۔

اِرشادی ایزدی ہے: ﴿ مَنۢ بَعَثَنَا مِن مَّرۡقَدِنَاۜ هَٰذَا مَا ... ﴾ [یٰسین:۵۲]

یہاں مرقدنا سے یہ اِشارہ مقصود ہے کہ یہاں ٹھہر کر غور کرو کہ آئندہ جو کلام تم پڑھنے لگے ہو یہ ملائکہ اور اہل ایمان کا کلام ہے نہ کہ کافروں کا۔ کیونکہ اس سے ماقبل کلام میں کافروں نے مسلمانوں سے سوال کیا تھا اس کا جواب دیا جا رہا ہے۔

﴿ إِذَا تُتۡلَىٰ عَلَيۡهِ ءَايَٰتُنَا قَالَ أَسَٰطِيرُ ٱلۡأَوَّلِينَ ۝ كَلَّاۖ بَلۡۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُواْ يَكۡسِبُونَ ﴾

[المطففین:۱۳،۱۴]

یہاں لفظ بل میں سکتہ یہ دعوت دے رہا ہے کہ غور تو کرو کہ لوگوں نے کس وجہ سے قرآن کریم کو جھٹلایا وہ صرف یہ تھا کہ ان کے دلوں میں قبولیت حق کی صلاحیت نہیں تھی وہ کفر وشرک اور عدوان بغی سے زنگ آلود تھے۔

صلہ ھا کی ضمیر کے معانی پر اثرات

اِمام حفص ہر اس ہاءِ ضمیر پر صلہ کرتے ہیں جس سے ماقبل اور مابعد متحرک ہو لیکن چند کلمات اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں جو خاص معانی پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے

① يَرۡضَهُ

یہ لفظ سورۃ زمر کی اس آیت میں وارد ہوا ہے:

﴿ وَإِن تَشۡكُرُواْ يَرۡضَهُ لَكُمۡ ﴾ [الزمر:۷]

یہاں عدم صلہ اس بات پر دال ہے کہ جوں ہی بندہ اللہ رب العزت کا شکر بجالاتا ہے تو اللہ رب العزت فی الفور اس پر راضی ہو جاتے ہیں۔

② أَرۡجِهۡ

یہ لفظ یوں استعمال ہوا ہے:

﴿ قَالُوٓاْ أَرۡجِهۡ وَأَخَاهُ ﴾ [الاعراف:۱۱۱]

یہ صلہ اس بات کی طرف اِشارہ کر رہا ہے کہ فرعون کے حواری سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے معاملہ کو بہت ہلکا سمجھ رہے تھے کیونکہ ان کا گمان تھا کہ یہ جادوگر ہیں (نعوذ باللہ)

③ فَأَلۡقِهۡ

یہ سورۃ نمل کی آیت

﴿ ٱذۡهَب بِّكِتَٰبِي هَٰذَا فَأَلۡقِهۡ إِلَيۡهِمۡ ثُمَّ تَوَلَّ ﴾ [سورۃ النمل:۲۸]

میں آیا ہے جو اس بات پر دال ہے کہ سیدنا سلیمان کے ہاں قوم سبا کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔

قواعد تجوید کے ذریعہ بعض احکام کا بھی استنباط ممکن ہے

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿ فَمَن تَمَتَّعَ بِٱلۡعُمۡرَةِ إِلَى ٱلۡحَجِّ فَمَا ٱسۡتَيۡسَرَ مِنَ ٱلۡهَدۡيِۚ فَمَن لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ ثَلَٰثَةِ أَيَّامٖ فِي

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ﴾ [البقرۃ:۱۹۶]

مذکورہ آیت میں ایام فی پر غنہ ہے جو اس بات کی طرف اِشارہ کررہا ہے کہ ایام حج میں فوراً روزے رکھنا ضروری نہیں بلکہ دوران ایام معاملہ میں وسعت ہے جبکہ وسبعة إذا رجعتم کا عدم غنہ اس بات پر دال ہے کہ حاجی کو گھر پہنچتے ہی فوراً روزے رکھنے چاہئیں کسی قسم کی تاخیر نہیں کرسکتا۔

سورۃ الکہف میں اَحکام تلاوت کا معانی پر اَثرات

﴿زِدْنٰهُمْ هُدًى﴾ کی دال پر قلقلہ ہے جو اللہ رب العزت کی طرف اعطائے کثرت ہدایت پر دال ہے اسی طرح ﴿وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ [الکہف:۱۴] میں رَبَطْنَا کا قلقلہ ان کے تعلق کی گہرائی کی طرف اِشارہ کررہا ہے۔

﴿ إِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ﴾ [الکہف:۱۷] میں طَلَعَتْ تَزٰوَرُ کا ادغام اس طرف اشارہ کررہا ہے کہ سورج طلوع ہی ان کے کہف کے دائیں طرف ہوتا تھا یہ نہیں کہ پہلے طلوع کا مقام کچھ اور ہوتا بعدازاں کہف سے دائیں طرف پھرتا۔

◉ سورۃ کہف میں اصحاف کہف کی تعداد بذریعہ قواعد تجوید بھی معین کرنا ممکن ہے۔﴿ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ﴾ [الکہف:۲۲] یہاں ثلثة اور رابعهم کے درمیان عدم غنہ ہے جو اس بات پر دال ہے کہ اس پر تفکیر کی ضرورت نہیں ہے یہاں جلدی سے گزر جاؤ اس کے بعد ﴿ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ ﴾ [الکہف:۲۲] میں غنہ اس پر قدرے غور کی دعوت دے رہا ہے اور ﴿ سَبْعَةٌ وَّ ثَامِنُهُمْ ﴾ [الکہف:۲۲] میں ادغام بھی ہے غنہ جو اس کی طرف اِشارہ کررہا ہے کہ تعداد اس قابل ہے کہ اس پر اس مسئلہ میں بنیاد رکھی جائے۔

﴿ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْئَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴾ [الکہف:۷۰]

یہاں کا اِظہار اس بات پر دال ہے کہ جس طرح یہاں عدم غنہ ہے اس طرح موسیٰ کو عدم سوال کی نصیحت ہے اور حَتّٰٓى أُحْدِثَ لَكَ کی مد میں اس بات کی طرف اِشارہ ہے کہ یہاں سے اگر علم کی دولت حاصل کرنی ہے تو ایک لمبا عرصہ ساتھ گزارنا پڑے گا۔

ہم نے اس سلسلہ میں ایک ادنیٰ سی کاوش کی ہے اللہ رب العزت قبول فرمائے اور اہل علم کو قرآن کے اس پہلو پر بھی سوچنے کی توفیق دے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ